

12585- مقتدی کو اجتہادی مسائل میں اپنے امام کی اقتدا کرنی چاہیے

سوال

اگر کوئی امام و تربالکل نماز مغرب کی طرح ادا کرے تو کیا میں اس کی اقتدا کروں یا نہ کروں؟

پسندیدہ جواب

اول:

حدیث میں ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مغرب کی طرح و تزاوا کرنے سے منع فرمایا ہے، اس کی تفصیل کے لیے آپ سوال نمبر (38230) کے جواب کا مطالعہ کریں۔

دوم:

اگر امام نماز میں مقتدی کے اعتقاد کے خلاف کوئی عمل کرے، یا پھر امام کوئی ایسا فعل ترک کر دے جو مقتدی واجب سمجھتا ہو، تو کیا مقتدی اس کی اقتدا کرے یا نہیں، اس مسئلہ میں علماء کرام کا اختلاف ہے؟

شیخ الاسلام ابن تمیمہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ میں اختلاف ذکر کرنے کے بعد اختیار کیا ہے کہ: اگر وہ مسئلہ اجتہادی مسائل میں سے ہو تو مقتدی امام کی اقتدا کرے۔

”الفتاویٰ الجبرمی“ میں شیخ الاسلام کہتے ہیں:

”علماء کرام کے ہاں اس مسئلہ میں تنازع پایا جاتا ہے کہ: اگر امام کوئی ایسا فعل ترک کر دے جو مقتدی کے ہاں واجب ہو، مثلاً امام بسم اللہ نہ پڑھے اور مقتدی کے نزدیک بسم اللہ پڑھنی واجب ہو، یا پھر وہ اپنی شرمگاہ کو چھوئے اور وضوء نہ کرے، لیکن مقتدی کے نزدیک ایسا کرنے سے وضوء کرنا ہو، یا پھر اس میں مرے ہوئے جانور کی دباغت شدہ کھال میں نماز ادا کی اور مقتدی کے نزدیک دباغت سے ہجرہ پاک نہیں ہوتا، یا پھر وہ سنگی لگوانے کے بعد وضوء نہ کرے، اور

مقتدی کے نزدیک سنگی سے وضوء کرنا ضروری ہو، تو قطعی طور پر صحیح یہ ہے کہ اس امام کے پیچھے مقتدی کی نماز صحیح ہے، چاہے امام اس معاملہ میں غلط بھی ہو۔

کیونکہ صحیح میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ:

”وہ تمہیں نماز پڑھائیں گے اگر تو صحیح پڑھائی تو تمہارے اور ان کے لیے ہے، اور اگر انہوں نے غلطی کو تو تمہارے لیے (اجر و ثواب) اور ان پر (وبال) ہے“

اور اسی طرح نماز فجر میں قنوت کرنے والے امام کی اقتداء نماز ادا کرنا، یا پھر نماز وتر میں قنوت کرنے والے امام کی اقتداء میں نماز ادا کرے تو امام کے ساتھ مقتدی بھی قنوت کرے، چاہے امام رکوع سے قبل یا بعد قنوت کرتا ہو اور اگر وہ قنوت نہیں کرتا تو اس کے ساتھ قنوت نہ کرے، اور اگر امام کسی چیز کو مستحب سمجھتا ہو اور مقتدی اسے مستحب نہ سمجھیں تو اتفاق و اتحاد کی بنا پر وہ اسے ترک کر دے تو یہ بہتر ہے۔

اس کی مثال وتر ہے، کیونکہ اس میں علماء کرام کے تین اقوال ہیں:

پہلا قول:

وتر اٹھے تین ادا کرنے ضروری ہیں اس کے علاوہ نہیں ہوتے، جس طرح مغرب کی نماز ہے۔

یہ اہل عراق میں سے کچھ کا قول ہے۔

دوسرا قول:

آخر میں ایک رکعت علیحدہ ادا کی جائے تو وتر ادا ہوگا، یہ اہل حجاز کا قول ہے۔

تیسرا قول:

دونوں طرح جائز ہے، جیسا کہ امام شافعی، امام احمد وغیرہ کا مسلک ظاہر ہے، اور یہی صحیح ہے۔

اور اگر یہ پہلی رکعات سے آخری رکعت علیحدہ کرنا اختیار کرتے ہیں، اور اگر امام علیحدہ ادا کرنے کی رائے رکھتا ہو اور مقتدی مغرب کی طرح اٹھے ادا کرنے کو اختیار کریں تو وہ تالیف قلب کے لیے ان کی موافقت کرے تو یہ بہتر ہے، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

”اگر تیری قوم دور جاہلیت کے قریب نہ ہوتی تو میں کعبہ کو منہدم کر کے زمین کے ساتھ ملا دیتا، اور اس کے دو دروازے بناتا، ایک دروازے سے لوگ داخل ہوتے اور دوسرے سے باہر نکل جاتے“

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نزدیک افضل چیز کو اس لیے ترک کیا کہ لوگ متنفر نہ ہو جائیں ”اھ

دیکھیں: الفتاویٰ الکبریٰ (117/2).

اور الفتاویٰ الکبریٰ میں ہی ایک مقام پر کچھ اس طرح رقمطراز ہیں:

”جب امام کوئی ایسی چیز ترک کر دے جو مقتدی کے نزدیک واجب ہو... تو اس میں دو قول ہیں:

ان میں سے صحیح یہ ہے کہ مقتدی کی نماز صحیح ہے، امام مالک رحمہ اللہ کا مسلک یہی ہے، اور اس طرح کے مسائل میں امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیادہ صریح روایت یہی ہے، اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی یہی بیان کیا جاتا ہے، کیونکہ مالکیوں کے پیچھے نماز ادا کرتے تھے جو کہ بسم اللہ نہیں پڑھتے، حالانکہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ بسم اللہ پڑھنے کے وجوب کے قائل ہیں، اس کی دلیل صحیح بخاری وغیرہ کی حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

”وہ تمہیں نماز پڑھائیں گے، اگر تو صحیح ہوئی تو تمہارے اور ان کے لیے ہے، اور اگر انہوں نے غلطی کی تو تمہارے لیے (اجرو ثواب) اور ان کے لیے (وبال) ہے“

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام کی غلطی امام پر ہی ڈالی ہے نہ کہ مقتدی پر۔

اور ان مسائل میں اگرچہ امام کا مذہب ہی صحیح ہو اس میں کوئی نزاع نہیں، اور اگر وہ غلطی پر ہو تو یہ غلطی اس کے ساتھ ہی منحصر ہے، اور اس میں تنازع کرنے والا (یعنی جو یہ رائے رکھے کہ مقتدی اس کی اقتدا نہ کرے) کہتا ہے:

مقتدی اپنے امام کی نماز باطل ہونے کا اعتقاد رکھتا ہے، (شیخ الاسلام) کہتے ہیں: حالانکہ ایسا نہیں، بلکہ اس کا اعتقاد یہ ہے کہ امام اجتہاد یا تقلید میں نماز ادا کر رہا ہے، اگر وہ صحیح ہو تو اسے ڈبل اجر ہے، اور اگر وہ غلطی پر ہو تو اسے ایک اجر ملے گا "اھ

دیکھیں: الفتاویٰ الکبریٰ (320/2).

اور "الاختیارات الفقہیہ" میں کہتے ہیں:

"اگر امام ایسا فعل کرے جو مقتدی کے ہاں حرام ہے جس میں اجتہاد جائز ہے تو اس کے پیچھے اس کی نماز صحیح ہے، امام احمد سے مشہور یہی ہے، اور وہ کہتے ہیں: امام احمد سے منقول روایات اختلاف واجب نہیں کرتیں، بلکہ ان کا ظاہر یہ ہے کہ ہر جگہ جس میں مخالفت خطا قطعی ہو اس کا اعادہ واجب ہے، اور جس میں مخالفت خطا قطعی نہ ہو اس میں اعادہ واجب نہیں، سنت اور آثار اور اصولی قیاس اسی پر دلالت کرتے ہیں، اور اس مسئلہ میں علماء کرام کا اختلاف مشہور ہے "اھ

دیکھیں: الاختیارات الفقہیہ (70).

اس لیے آپ امام کی اقتدا کریں، کیونکہ یہ اجتہادی مسائل میں سے ہیں جن میں آئمہ کرام نے اختلاف کیا ہے۔

اور اگر امام کو نصیحت کرنا اور دلائل کے ساتھ سنت واضح کرنا ممکن ہو تو یہ کرنا ضروری ہے۔

گمراہی اور حقیقت کو الٹا کر پیش
کرنا ہے ”

دیکھیں : فتاویٰ اسلامیہ (319/1).

واللہ اعلم .